International Research Journal of Religious Studies, Vol.:2, Issue: 01,Jan-june 2022 PP: 14-26

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مفتوحہ اقوام سے برتاؤ ایک اجمالی جائزہ

HAZARAT UMAR FAROOQ'S BEHAVIOR TOWARD CONQUERED NATIONS: A BRIEF OVERVIEW

Ghulam Jilani
Phd scholar UoI Lahore Ht.govt p/s Sunariwala Okara punjab Pakistan.
Email:gjilanisaifi@gmail.com
https://orcid.org/ 0000-0002-7206-9387

Dr Aqeel Ahmad
Associate Professor ,Department of Islamic Studies ,The University of Lahore, Lahore.
Email:aqeel.ahmad1@ais.uol.edu.pk
https://orcid.org/0000-0001-9794-4355

Abstract

This paper show courage and highlight the problems that Hazrat Umar (R.A) faced in solving the problems of Muslim Uma in his era. He (R. A) took guidance from Qur'anic verses at different occasions to settle down problems Examples shows his intelligence that how he settles down difficult problems very easily in his caliphate. He was very intelligent and the researcher of every era wants to follow their footsteps. The Muslims should take guide line from the Holy Quran as Hazarat Umar (R. A) do. This paper highlights different aspects of Hazrat Umar s life such as the conceding of Qasar prayer during sea voyage, religious, freedom, decision about Landin the conquered territory and rights of minorities in the Muslim state have also been discussed. All these issues which have been discussed in relation of Hazrat Umar s life have a close association with the reformation of society. Muslims should follow the history of Hazrat Umar Farooq.

Key Words: *Freedom, association, Minorities, religious,*

CC BY

conceding, voyage.

موضوع کا تعارف

اسلامی تاریخ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ زندگی کا وہ چمکتا ہوا باب ہے جس سے ساری اسلامی تاریخ جگمگا رہی ہے۔ عزت ،بزرگی ،اخلاص ،جہاد اور دعوت فی سبیل اللہ میں خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہ بلند درجہ حاصل ہوا ہے وہ تاریخ عالم میں کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ کیونکہ بلاشبہ خلفائے راشدین کی زندگیاں ہمارے لئے مینارہ نور ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے روشنی حاصل کرتے اور پھر اسے عملی معنوں میں ہمارے سامنے پیش کیا ۔اسلام ارتقاء کے زریں اصولوں ،بقائے انسانیت ،فلاح و بہبود کا امین ہے۔ اسلامی تعلیمات کی بنیاد حق کی پاسداری، احترام آدمیت ،معاشرے میں حقوق و فرائض کا احترام اور اعلیٰ اقدار کا فروغ اس کی ارواح شامل ہیں۔ اسلام شرف انسانیت کا علمبردار ہے۔ حسن سلوک کی تعلیم دینے والے دین ہر فرد سے حسن سلوک کا داعی ہے اسلام میں کوئی بھی ایسا اصول موجود نہیں جو شرف انسانیت کی نفی کرتا ہو۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو دیگر طبقات معاشرہ کی طرح تمام حقوق حاصل ہیں۔ بالخصوص دیگر تمام اقوام کے حقوق کی اساس خصوصاً دینی معاملات میں جبر واکراہ کے پہلو کی نفی کی کرتا ہے۔

اسلام سختی کا قائل نہیں:

اسلام دینی معاملہ ہو یا دنیاوی اس میں کسی قسم کی سختی کا قائل نہیں ہے بلکہ افرد معاشرہ سے نرم لہجے اور دلائل سے بات کرنے کا حکم دیتا ہے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے لوگوں سے نرم الفاظ میں بات کی تلقین فرمائی۔ قرآن میں بھی اللہ نے اس بات کو بڑے واضع انداز میں بیان کیا :

"لآاِکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن بااللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لانفصام لھا واللہ سمیع علیم"(۱)

"دین میں کوئی جبر نہیں۔ بے شک ہدایت واضع ہے گمراہی سے، پس جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور طاغوت کا انکار کرے تو اس نے تھام لیا مضبوط حلقہ جو کہ ٹوٹنے والا نہیں بے شک اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا :

لکم دینکم ولی دین"(۲)

"تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔"

تاہم اگر انسانی حقوق کی بجاآوری کے سلسلے میں غور کریں تو اسلام دنیا کی وہ واحد تہذیب ہے جس میں انسانی حقوق کے حوالے سے کوئی نیا تصور بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسلام میں حق کا لفظ اس قدر عام ہے کہ ایک ادنیٰ شعور کا مالک اور اعلیٰ فکری استعداد کا حامل شخص اس کے معنی اور مفہوم کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

غیروں کے فراہم کردہ حقوق:

اسلامی معاشرے دنیا کا واحد معاشرہ تھا جس میں اقلیتوں کے حقوق کو اہمیت دی گئی اور ان کی پاسداری کی گئی۔ اس کا اندازہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے :

" من ظلم معاھدا اوانتقضہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ شیاِ منہ بغیر طیب نفس فانا جحیجہ یوم القیٰمۃ"(۳)

"خبردار! جس نے بھی کسی اقلیتی گروہ کے نمائندہ سے معاہدہ کیا اور اس کو توڑ دیا یا پھر اس کے حقوق کو غصب کیا تو اس شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی جائے گئی یا کسی نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا مال غضب کیا تو قیامت کے دن میں اس شخص کی طرف سے مسلمانوں سے جھگڑا کروں گا۔"

رسول اللہ نے صرف خبردار ہی نہیں کیا بلکہ عہد نبوی ﷺ میں اس قانون پر عمل کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد خلفائے راشدین نے بھی اپنے عہد میں اس پر عمل درآمد کیا۔ خصوصاً حضرت عمر فاروق کے عہد میں اپنوں کے علاوہ دیگر اقوام کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ یقینا تاریخ کا روشن باب ہے۔

مفتوحہ اقوام سے فاروقی برتاؤ

حضرت سیدنا عمر فاروق کے دور میں مساوات کا قانون بطور اصول نافذ تھا مساوات کسی خاص شعبے زندگی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ یہ تو پورے اسلامی معاشرے کا مزاج بن گئی تھیں۔ حتیٰ کہ قانون مساوات حاکم، محکوم، خادم اور مخدوم کے مابین نافذ تھا۔

حق آزادی:

انسان کی آزادی ایک بنیادی فطری قانون ہے، خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اسی قانون پر قائم تھی یہ قانون اسلامی شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے عامۃ الناس کو آزادی فراہم کرتا ہے یہ اسلام ہی تھا جس نے آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ یہ ایک عظیم نعرہ اور دعوت تھی کہ اس جیسی عظیم دعوت کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ انسانی آزادی کا ثبوت سب سے پہلے قرآن کریم سے ملتا ہے اس میں انسان کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ آزادی سے کون و مکان میں غور کرے۔ اسلام نے ہر شعبے میں آزادی کا پرچار کیا ہے اور اسے تمام تر معانی، مدلولات اور مفاہیم کے ساتھ قبول کیا ہے کبھی یہ ایجابی فعل کی شکل میں ہو گا جیسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنانا اور کبھی سلبی فعل کی شکل میں جیسے کسی کو بھی جبراً اسلام میں داخل نہ کرنا اور کبھی آزادی کا تعلق رحمت، شفقت، ہمدردی اور مساوات جیسی صفات سے ہو گا کیونکہ یہ سارے قوانین ایسے ہیں جنہیں پوری آزادی کے ساتھ نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق کے دور میں آزادی جیسی نعمت عظمیٰ نے اسلام کو پھیلانے، فتوحات کے حصول اور اسلامی ریاست کی توسیع میں نمایاں فعل سرانجام دیا۔ کیونکہ اسلام وہ مذہب ہے جس نے انسان کی آزادی کو وسیع ترین پیمانے پر تسلیم کیا ہے۔ اسلام نے یہ قانون اس تاریک زمانے میں متعارف کروایا جب بہت سی سیاسی قومیں، روم اور فارس جیسی سلطنتیں شدید ظلم و ستم کے قوانین کے تحت زندگی گزار رہی تھیں اور ایسی گروہ بندی کی شکل قائم تھی کہ لوگ اس کی وجہ سے سخت تنگی کا شکار تھے۔ خاص طور پر دینی اقلیتیں سخت ترین ہلاکت اور ظلم کے تحت زندگی بسر کرنے پر مجبور تھیں۔ مثال کے طور پر رومی سلطنت کی طرف سے یعقوبی مذہب اختیار کرنے والوں پر شدید ترین ظلم کیا جاتا تھا۔ خاص طور پر روم اور شام میں انہیں رومیوں کا سرکاری مذہب ملکانی قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا جو سرکاری مذہب قبول نہ کرتے انہیں مجبور کرنے کا ظالمانہ طریقہ یہ بھی تھا کہ مشعلیں لی جاتی انہیں آگ سے روشن کیا جاتا پھر لوگوں کے جسموں سے لگا دیا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ جل جاتے اور ان کے جسموں کی چربی پگھل کر زمین پر گر جاتی۔ دوسری طرف رومیوں اور اہل فارس کے درمیان دشمنی تھی ان کے مابین خونریز جنگیں ہوتی تھیں اہل فارس عیسیٰ مذہب کے لوگوں پر بہت ظلم کرتے تھے لیکن اسلامی دور نبی علیہ السلام کا دور

اور خلفائے راشدین کے زمانے میں ان تمام معروف آزادیوں کا تصور موجود تھا جن کا آج کل ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔

مذہبی آزادی:

اسلام نے کسی کو زبردستی قطعاً میں اسلام قبول کرنے پر زور نہیں دیا بلکہ اس کے برعکس اسلام نے ہر انسان کو خدا کی بنائی ہوئی کائنات اور پیدا کی ہوئی مخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔ قرآن و سنت نے اپنے ماننے والوں کو خاص طور پر لا اکراہ فی الدین کا کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذہبی آزادی کے علمبردار تھے وہ اس سلسلے میں سیدنا آقا علیہ السلام اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کے نقشے قدم پر چلے اور انہوں نے اہل کتاب اور دوسرے مذاہب والوں کو اپنے دین کی پیروی کرنے اور اس پر برقرار رہنے کی مکمل آزادی دی اور ان سے صرف جزیہ وصول کیا اور ان سے معاہدے بھی کیے۔

عبادت گاہوں کا نظام:

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقلیتوں کے عبادت خانوں کے بارے میں ایک نظام وضع کیا ہے کہ انہیں گرایا نہ جائے اپنی حالت پر برقرار رکھا جائے اس کی وجہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بيع و صلوٰت و مساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا" (۴)

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے بعض کو بعض ذریعے دور نہ کرتا تو تو خانقاہیں، گرجے، کلیسے اور مساجد مسمار اور ویران کر دیے جاتے جہاں اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا جاتا۔

سیدنا عمر فاروق کے دور خلافت میں صحابہ کرام کی سرکردگی میں ہونے والی فتوحات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ ان میں دیگر ادیان کا بے حد احترام کیا گیا ہے۔ مفتوحہ علاقے میں کسی بھی مذہبی دل آزاری نہ کی گئی۔ اہل کتاب اپنی مذہبی عبادات کے سلسلے میں اپنے دینی معاملات پوری آزادی سے انجام دیتے رہتے۔ اپنے گھروں اور عبادت خانوں میں گھنٹیاں بجاتے رہتے کوئی بھی ان کو منع نہیں کرتا تھا کیونکہ شریعت اسلامیہ نے انہیں مکمل مذہبی آزادی کا تصور بھی فراہم کیا تھا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقلیتوں کے بارے میں احتیاط:

ایک عیسائی عورت نے ایک دن حضرت عمر فاروق کے پاس کسی غرض سے آئی۔ آپ نے فرمایا! مسلمان ہو جا محفوظ ہو جائے گی یقینا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو برحق مبعوث فرمایا ہے یہ ارشاد سن کر اس نے کہا۔

"میں ایک بوڑھی عورت ہوں اور موت کے قریب ہوں یہ سن کر حضرت عمر نے فوراً اس کی ضرورت پوری کر دی لیکن بعد ازاں یہ خدشہ آپ کے دل میں پیدا ہوا کہ شاید انہوں نے عورت کی حاجت روائی کے عوض زبردستی اسے دائرہ اسلام میں لانے کی جدو جہد کی تو فوراً انہوں نے استغفار کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی۔ اے اللہ میں نے اسے مجبور نہیں کیا صرف اس کی رہنمائی کرنا چاہی" (۵)

اہل مصر سے معاہدہ:

سیدنا عمرو بن العاص سیدنا عمر فاروق کی طرف سے مصر کے گورنر تھے انہوں نے اہل مصر سے ایک معاہدہ کیا جس کی عبارت یہ تھی۔

"یہ وہ امان نامہ ہے جس میں عمرو بن عاص نے اہل مصر کو ان کی جانوں، دین، اموال

، گرجا گھروں، صلیبیوں اور ان کے بحر و بر پر امان دی ہے۔"

اور مزید یہ بھی لکھا ہے۔

"یہ امان نامہ اللہ اور اللہ کے پیغمبر ﷺ، خلیفۃ المسلمین اور مجموعی طور پر تمام اہل اسلام کی ذمہ داری کے ساتھ ہے" (۶)

سب علماء دین اس بات پر متفق ہیں کہ رومیوں کو اپنے مذہبی شعائر کے اظہار کی، حدود سطح پر اجازت ہے لیکن اگر وہ ان کا سر عام اظہار کریں مثلا مسلمانوں کے شہروں میں سر عام صلیب کی تشہیر کریں تو اس امر کی انہیں اجازت نہ ہو گی وہ اپنے مذہبی رسوم کو صرف اپنے علاقے اور بستی تک محدود رکھ سکتے ہیں۔

بھکاری اہل کتاب سے سلوک:

ابو عبید اپنی کتاب الاموال میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ایک دن سیدنا عمر فاروق ایک بستی سے گزر رہے تھے تو آپ کی نظر ایک بوڑھے نابینا شخص پر پڑی جو بھیک مانگتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق کے پیچھے سے اس کا کندھا پکڑا اور پوچھا کہ وہ کون ہے اس شخص نے بتایا کہ وہ یہودی ہے تو آپ نے اس سے بھیک مانگنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ عمر رسیدہ ہے اور جزیہ بھی ادا کرنا ہے سیدنا عمر فاروق اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے وہاں اس شخص کو اپنے گھر سے کچھ عنائت فرمایا اور خازن بیت المال کو پیغام ارسال فرمایا کہ ایسے لوگوں کی فہرست تیار کرو اللہ کی قسم! ان لوگوں کے ساتھ ہم سے انصاف نہ ہو سکا ہم نے کھا لی ان کی جوانی اور بڑھاپے میں یہ لوگ رسوا ہو رہے ہیں آپ نے ایسے کمزور اور نادار افراد سے جزیہ ختم کر دیا پھر یہی حکم نامہ تمام عمال کی طرف بھجوا دیا۔

خیبر کے یہود سے سلوک:

سیدنا عمر فاروق کا مفتوحہ اقوام کے ساتھ مثالی حسن سلوک تھا جو اپنی مثال آپ ہے لیکن خیبر کے یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا سبب۔ حضرت عبداللہ بن عمر اپنے بارے میں واقعہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر والوں نے میرے ہاتھ پاؤں کو جوڑوں سے اکھاڑ دیا تو سیدنا عمر فاروق نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

" بلا شبہ اللہ کے رسول ﷺ نے خیبر کے رہنے والے یہودیوں سے عہد فرمایا تھا کہ ان کی جان و مال محفوظ رہیں گی"۔

اور فرمایا۔

"نقركم ما اقركم الله "

"ہم اس وقت تک تمہیں قائم رکھیں گئے جس وقت تک اللہ چاہے گا"

تو یہود نے معاہدہ سے غداری کی لہذا حضرت عمر فاروق نے انہیں جلا وطن کرنے کا عزم کر لیا۔ بنو حقیق کا ایک یہودی آیا اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہمیں ایسی سر زمین سے بے دخل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہمیں حضرت محمد ﷺ نے برقرار رکھا اور خیبر کے اموال پر ہم سے صلح فرمائی اور شرائط عائد کیں۔

سیدنا عمر فاروق نے فرمایا کہ اب تم نے بد عہدی کی ہے اور اس کی معافی نہ ہو گی اور پھر فرمایا کہ سرکار کائنات آقا دو جہاں ﷺ نے فرمایا تھا جو مجھے یاد ہے جب تمہارے بارے میں آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔

"كيف بك اذا اخرجت من خيبر تعدوبك تلو بك ليلة بعد ليلة-" (۷)

"اور یاد کرو وہ وقت جب خیبر سے تم لوگوں کو نکال دیا اور تجھے لے کر کئی راتیں تک تیری اونٹنی بھاگتی رہے گی۔"
اس نے کہا اے امیر المؤمنین ! یہ تو ابوالقاسم نے ایک مذاق کیا تھا سیدنا عمر فاروق نے کہا اے خدا کے دشمنوں تم جھوٹے ہو۔ پھر آپ نے ان سب کو جلا وطن کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق نے ان کے پھل، اموال اور سامان وغیرہ کی قیمت ادا کر دی اور ان کی وعدہ خلافی کے عوض انہیں بتاء اور اریحا کی جانب جلا وطن کر دیا اور ان کے بارے عمال کو لکھا۔
امابعد ! یہ لوگ شام یا عراق کی جانب جہاں بھی پہنچیں انہیں وہاں کی بنجر زمین میں رہنے کی اجازت ہو گی اور جو وہ محنت کریں گے وہ اللہ کی رضا کے لئے انہی کی ہو گی اور ان کی زمین کے عوض ہو گی وہ عراق میں کوفہ کی ایک بستی میں پہنچے اور یہیں رہائش پذیر ہو گئے "(۸)

رعایا کی خیر خواہی: حکام کے تقرر کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔
" مجھ سے اپنی امانت اور ذمہ داری کے متعلق سوال ہو گا مجھے خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ پھر فرمایا پس میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ کوئی بھی منصب ہو اس پر امانت دار اور تم میں سے سب سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ کو فائز کروں میں اپنی یہ امانت کسی اور کے سپرد نہیں کر سکتا۔ (۹)

اقلیتوں کے حقوق کی مکمل پاسداری:

ہر علاقے کے حاکم اور گورنر کی جہاں اور دوسری ذمہ داریاں تھیں وہاں یہ ذمہ داری بھی شامل تھی کہ وہ ذمیوں کے حقوق کی پاسداری کریں ان کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کا احترام، شرعی نقطہ نظر سے ان کے حقوق کا تحفظ، ان سے مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ، ان کی نگہداشت، ان پر ظلم کرنے والوں کا شرعی احکام کے مطابق محاسبہ یہ سب باتیں علاقائی گورنروں اور حکام کی منصبی ذمہ داریوں میں شامل تھیں کلیفہ وقت حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ذمیوں سے مصالحت کرنے سے پہلے ان پر کچھ شرائط عائد کرتا تھا۔ ذمی لوگ مقرر شدہ جذیہ حکومت کو ادا کرتے تھے اور اپنے لیے حقوق حاصل کرتے۔

علاقائی وفود کی طلبی:

سیدنا عمر فاروق مختلف شہروں کے حالات کی تفتیش کے لئے عمال کو حکم دیتے تھے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے باشندوں کے وفود ارسال کریں۔ یہ وفود آتے تھے تو سیدنا عمر فاروق ان سے خراج، مختلف مالی امور اور انتظامی معاملات کے بارے میں حقیقت حال دریافت کرتے تھے۔ آپ آنے والے وفود سے حکام کے بارے میں سوالات بھی کرتے تھے کہ کہیں آپ کے حکام ان پر ظلم تو نہیں کرتے۔ آپ بہت سے امور کی تحقیق کے لئے لوگوں سے گواہیاں بھی طلب کرتے تھے۔ کوفہ اور بصرہ کا خراج لے کر دس دس افراد حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور گواہی دیتے تھے کہ یہ مال حلال اور پاکیزہ ہے کسی بھی ذمی پر مسلمانوں نے مال کے حصول میں مظالم نہیں ڈھائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ذمیوں کو جو حقوق دیے ان کے بارے میں فیصلہ:

ایک دفعہ والی مصر حضرت عمرو بن عاص کے صاحبزادے نے ایک ذمی کو بغیر گناہ کے سزا دی اس بات کی شکایت خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق کے پاس پہنچی آپ نے ذمی مصری کے ہاتھوں سر عام گورنر مصر کے بیٹے کو سزا دلوائی آ نے ساتھ ہی یہ فرمایا جو کہ آج تک تاریخی اوراق کی زینت بنا ہوا ہے۔
" متی استعبد تم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا "(۱۰)

"لوگوں کو تم نے کب سے اپنا غلام بنا رکھا ہے جبکہ انہیں ان کی ماؤں نے آزاد جنم دیا ہے۔"

دوسرے موقع پر سید نا عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں قبیلہ بکر بن وائل کے ایک فرد نے ایک ذمی جس کا تعلق حیرہ سے تھا قتل کر دیا اس پر فیصلہ ارشاد فرمایا۔

" فکتب فیہ عمر بن خطاب ان یدفع الیٰ اولیاء المقتول فان شاؤو ا قتلوا واب شاؤو ا عفوا فدفع الرجل الیٰ ولی المقتول الیٰ رجل فقتلہ "(۱۱)

"حضرت عمر بن خطاب نے قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حالے کرنے کا حکم دیا تاکہ اگر وہ چاہیں تو معاف کر دیں اور چاہیں تو قتل کر دیں۔"

عمال کا احتساب:

سید نا عمر فاروق نے اپنے تمام عمال کو صبح میں ملاقات کی تلقین کر رکھی تھی جب ان کے پاس تمام عمال جمع ہو جاتے تو خطبہ ارشاد فرماتے۔

اے لوگو! میں نے یہ تمام عمال تم پر ظلم کرنے کے لئے مقرر نہیں کئے انہیں میں نے انصاف فراہم کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے اور مال غنیمت میں سے تمہارے حصے تقسیم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر کسی کے ساتھ ناروا سلوک ہوا ہے تو وہ کھڑا ہو جائے ایسے موقع پر ایک دفعہ صرف ایک ہی آدمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! آپ کے بھیجے ہوئے گورنر نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں۔ سید نا عمر فاروق نے فوراً اس گورنر سے جواب طلب کیا تو نے اسے کیوں مارا؟ قصاص دینے کے لئے تیار ہو جاؤ اس موقع پر سید نا عمرو بن عاص بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! اگر آپ نے اس طرح کیا تو بہت سے لوگ شکایتیں کرنے لگ جائیں گے اور یوں یہ عادت چل نکلی تو آپ کے بعد بھی جاری رکھی جائے گی۔ سید نا عمر فاروق نے فرمایا یہ میرا اجتہاد نہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ بھی قصاص دینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ حضرت عمر بن عاص نے عرض کیا کچھ مہلت دیجئے ہم متاثرہ آدمی کو راضی کر لیتے ہیں سید نا عمر فاروق نے اجازت دے دی۔ چنانچہ مضروب کو ہر کوڑے کے عوض دو دو دینار لینے پر راضی کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو گورنر کو لازمی قصاص دینا پڑتا" (۱۲)

دیگر اقوام کا دفاع:

سید نا عمر فاروق اسلامی معاشرے میں مذہبی آزادی کا قانون نافذ کرنے کے آرزومند نظر آتے تھے انہوں نے یہود اور عیسائیوں کے بارے میں اپنی حکمت عملی مختصر طور پر اس طرح بیان فرمائی۔

" ہم نے عہد کیا ان سے کہ ہم ان کے گرجا گھروں کو برباد نہیں کریں گے وہ اپنی مرضی کے مطابق وہاں عبادت کر سکتے ہیں ہم ان پر طاقت وہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالیں گے اور ہم ان کا دفاع کریں گے اگر ان پر کوئی دشمن حملہ کرے تو ہم ان کے معاملات کے بارے میں ان کے عدالتی احکام کی راہ میں حائل نہ ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی فیصلہ ہم سے کرانا نہ چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا" (۱۳)

مفتوحہ اقوام پر شفقت:

سید نا عمر فاروق اپنے مفتوحہ علاقوں میں سرکاری مناصب پر موزوں اور مناسب افراد کا تقرر کرتے ہوئے ان میں مہربانی کا جذبہ بھی تلاش کرتے تھے۔ انہوں نے متعدد مرتبہ جہادی سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ وہ انتہائی احتیاط اور سوجھ بوجھ سے

کام لیں سپاہیوں کو کسی خطرناک اور تباہ کن راستے پر نہ چلائیں اور نہ کسی ایسی جگہ پڑاؤ کا حکم دیں جہاں ہلاکت کا خطرہ ہو۔

سیدنا عمر فاروق نے بنو اسلم کے ایک آدمی کو ایک علاقے کا ولی مقرر کیا وہ آدمی سیدنا عمر فاروق کی خدمت میں آیا اس وقت سیدنا عمر فاروق اپنے ایک بچے کو گود میں بٹھا کر پیار کر رہے تھے اس آدمی نے کہا اے امیر المؤمنین ! آپ بچوں سے اس طرح پیار کرتے ہیں ؟ خدا کی قسم میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی بھی بچے کو اس طرح بوسہ نہیں دیا۔

آپ نے فرمایا

" فانت واللہ بالناس اقل رحمۃ لاتصل لی عملا "

خدا کی قسم تیرے دل میں لوگوں کے ساتھ مہربانی کا قطعاً کوئی جذبہ نہیں ہے تو میری طرف سے والی بن کر کام نہیں کر سکتا۔ لہٰذا سیدنا عمر نے اسے مسترد کر دیا" (۱۴)

تفتیشی دورے:

سیدنا عمر فاروق اپنی شہادت سے چند دن پہلے یہ ارادہ ظاہر فرما رہے تھے کہ وہ پوری مملکت اسلامیہ کے ہر علاقے کا ذاتی طور پر تفتیشی دورہ کریں گے اور ہر علاقے کے حکام و عوام کے احوال، معاملات اور مسائل کا خود جائزہ لیں گے۔ خاص طور پر انتظامی اور سرکاری امور کے طریق کار کے بارے میں خود اطمینان حاصل کریں گے۔

سیدنا عمر فاروق نے خود ارشاد فرمایا۔

"ان شاء اللہ ایک سال میں اگر میں زندہ رہا تو اسلامی مملکت کے علاقوں کا چکر لگاؤں گا۔ مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کی حاجات و شکایات مجھ تک پہنچ نہیں پائیں وہ لوگ میرے پاس آ سکتے ہیں نہ ان کے حکام ان کی درخواستیں مجھ تک پہنچاتے ہیں میں شام میں دو مہینے، جزیرہ، کوفہ اور آخر میں بصرہ میں دو مہینے قیام کروں گا اللہ کی قسم پھر یہ سال میرے لئے کتنا خوشگوار ہو گا : (۱۵)

ذمیوں کے حقوق کی قانونی حیثیت:

عہد فاروقی میں ذمیوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی عزت و وقار کا احترام کیا جاتا تھا۔ ان کو بنیادی انسانی حقوق فراہم کیے جاتے تھے ان کی عزت محفوظ تھی یہی وجہ ہے کہ ذمی لوگ دوسری ریاست کی نسبت اپنے آپ کو اسلامی ریاست میں آزاد اور محفوظ خیال کرتے۔

اس فعل کا مشہور مستشرق (orientalist) منٹگمری واٹ (Montgomery watt) نے بھی کا اعتراف کیا ہے.

> *"The Christians were probably better off as compare under Muslim Arab Rulers than they had been under the byzantine governess." (16)*

غیر مسلم شہری عرب مسلم حکمرانوں کے دور حکومت میں اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکمرانوں کی حکومت کی نسبت زیادہ محفوظ اور آزاد تصور کرتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق کے دور حکومت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے تحفظ کا اندازہ ہمیں آپ کے اس ارشاد سے ہی ہو جاتا ہے جو شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہ کو جو فرمان لکھا اس میں من جملہ دیگر احکام کے ایک یہ بھی درج تھا۔

" وامنع المسلمین من ظلمھم والا ضرار بھم واکل اموالھم الا بحلھا "(۱۷)

"تم بحیثیت گورنر کی حیثیت سے تمھاری ذمہ داری ہے کہ غیر مسلم لوگوں پر مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے بارے میں منع کرو۔ ان کے مال ناجائز طریقے سے کھانے پر ان کو سختی سے منع کرو۔"

زندگی کے آخری ایام میں بھی سیدنا عمر فاروق نے اقلیتی غیر مسلم لوگوں کا بہت خیال رکھا اگرچہ کہ آپ کی شہادت ایک غیر مسلم کے ہاتھوں ہوئی مگر پھر بھی آپ نے فرمایا:

"اوصی الخلیفۃ من بعدی بذمۃ اللہ و ذمۃ رسول اللہ ﷺ ان یوضی لھم بعھدھم و ان یقاتل من ورائھم وان لا یکلفوا فوق طاقتھم "(۱۸)

"میں یہ وصیت کرتا ہوں اپنے سے بعد میں آنے والے خلیفاؤں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ذمیوں کے بارے میں عہد کیا تھا اس کی پاسداری کریں اگرچہ کہ ان کی حفاظت کے لیے لڑائی بھی لڑنی پڑے تو گریز نہ کریں گے اور ان پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں"

عہد فاروقی میں ذمیوں کو اپنے جان و مال کا تحفظ حاصل تھا ان کے حقوق کو مکمل قانونی درجہ حاصل تھا اور ان ذمیوں کے جان و مال کا مکمل تحفظ کرنا اسی طرح اپنے اوپر فرض سمجھا جاتا ہے جس طرح مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ کرنا ہے۔

ذمی شہریوں سے ٹیکس کے وصول میں نرمی:

سیدنا عمر فاروق نے اپنے ماتحت گورنر کو حکم دیا کہ وہ اپنے علاقوں میں رہنے والے غیر مسلم کے ساتھ اچھا سلوک کریں ان پر مناسب ٹیکس لاگو کیے جائیں اور ان ٹیکسز کی میں انہیں رعایت دی جائے۔ سیدنا عمر فاروق کے اس کردار کی گواہی دیتے ہوئے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ جو کہ آپ کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں۔

"ان کتب عمر الیٰ امراء الاجناد ان لا یضربوا الجزیۃ علی النساء ولا علی الصبیان "(۱۹)

"سیدنا عمر فاروق نے خط لکھا اپنے سپہ سالاروں کو کہ وہ ذمی لوگوں کی خواتین اور ان کے بچوں پر ٹیکس نہ عائد کیے جائیں
۔

امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں۔

"فان عمر اتی بمال کثیر ،قال ابو عبید واحبہ من الجزیۃ فقال انی الاظنکم قد اھلکتم الناس قالوا لا واللہ ،ما اخذنا الا عفوا صفوا قال بلا سوط ولا بوط: قالوا نعم ،قال: الحمد للہ الذی لم یجعل ذٰلک علی یدی ولا فی سلطانی "(۲۰)

"سیدنا عمر فاروق کی خدمت میں بہت سا مال لایا گیا ابو عبید نے فرماتے ہیں کہ ان کے خیال میں وہ مال ٹیکس سے حاصل شدہ تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہلاکت ہو تمہاری تم نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا؟ انہوں نے اللہ کی قسم کھاتے ہوئے کہا کہ یہ ٹیکس معافی اور نرمی کے بعد لیے گئے ہیں۔ آپ نے سوال کیا بغیر کسی سختی کے؟ تو انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ حضرت عمر نے اللہ سے دعا کرتے ہوئے کہا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ذمیوں پر میرے ہاتھ سے اور میری حکمرانی میں زیادتی ہونے سے بچا لیا۔"

ذمیوں سے ملکی انتظامات میں مشورہ:

سیدنا عمر فاروق نے ملکی انتظامات میں غیر مسلموں کو حصہ دیا کہ آپ ہمیشہ ان معاملات کے بارے میں جن کا تعلق غیر مسلموں ہوتا انتظامات نہ کرتے بلکہ ان سے مشورہ کرتے اور پھر انتظامات کرتے۔ آپ نے عراق کے معاملے میں وہاں کے

عجمی رئیسوں سے حالات دریافت کیے اور ان سے مشورہ کیا پھر ان کے لیے انتظامات کیے۔ مصریوں کے لیے جو انتظامات کئے گئے ان میں مقوقس کی رائے کو شامل کیا گیا۔ سیدنا عمر فاروق کا ان سے مشورہ لینے کا مقصد ان کی حوصلہ افزائی کرنا تھا اور انہیں اس بات کا احساس دلانا تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کی مانداپنے ملک کے شہری اور محافظ ہیں۔" (۲۱)

مفتوحہ علاقوں میں زمینوں کی تقسیم:

سیدنا عمر فاروق کے دور حکومت میں مفتوحہ علاقوں کے رہائشیوں میں زمینیں تقسیم کی گئیں۔ ذمی لوگوں کو زمین عطا کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مقامی کسان جلد از جلد اسلام قبول کرنے لگے اور اس کے بعد اسلام نے بہت تیزی سے پھیلنا شروع کیا جس کی مثال ماضی کی تاریخ میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ سیدنا عمر فاروق کی کامیابی کا راز ہی ان کا بے لاگ عدل وانصاف تھا ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ خدا ہر اس ریاست کی مدد فرماتا ہے جو اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرے حتیٰ کہ جنگی معرکے کے لئے بھی ان سپہ سالاروں کو غیر مسلمانوں کے ساتھ زیادتی نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا کہ

" فان قاتلوكم فلا تغلها ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليد"(۲۲)

"جب تم دشمن سے لڑائی کے دوران تو ان کے جسمانی اعضاء ناک، کان نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی بچوں کا قتل کیا جائے۔"

باغیوں سے سلوک:

مفتوحہ علاقوں کے وہ افراد جو مطیع ہونے کے بعد بغاوت اختیار کریں مگر جب وہ دوبارہ اطاعت قبول کرلیں تو ان سے درگزر کا معاملہ کیا جائے۔ عرب کے لوگ بار بار اطاعت قبول کرتے اور انکار کرتے انہوں نے ایسا رویہ تین تین بار کیا ان کو اس جرم کی سزا میں صرف جلاوطن کیا گیا اور اضلاع کے حاکم کو یہ پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کا گزر ادھر سے ہو تو ان کو امان نہ دی جائے بلکہ دوسری طرف کی اعانت دی جائے اور ان کے کسی جگہ پر ایک سال کے قیام میں ان سے جزیہ وصول نہ کیا جائے۔

موجودہ عالمی طاقتوں کا طرز عمل:

حضرت عمر فاروق کا عہد خلافت عدل وانصاف کا مثالی دور تھا۔ آپ نے اپنے دور خلافت میں مفتوحہ علاقوں میں عدل وانصاف قائم فرمایا اور شورائی نظام حکومت کو قائم رکھنے کے لئے عوام الناس سے بے لاگ مشورے لیتے رہے۔ سیدنا عمر فاروق جو ۲۲ لاکھ میل تک اسلام کا پرچم بلند کرنے والی شخصیت تھے اس وقت کی عالمی طاقت تھے آپ نے مفتوحہ علاقوں میں حسن برتاؤ کیا غیر مسلموں کو اسلام کی طرف سے عطا کی گئیں مذہبی، معاشی، معاشرتی اور تہذیبی آزادیاں دیں۔ مختلف قبیلوں سے امن و امان کے سلسلے میں جو معاہدے کئے ان کی مکمل پاسداری کی آپ کے عہد خلافت میں ہر فرد کو اپنی رائے دینے کی مکمل آزادی حاصل تھی جو اسلام کے اصولوں سے ٹکراتی نظر نہ آتی تھی۔ سیدنا عمر فاروق نے نظام مساوات کی ایسی مثال قائم کیں جو تاریخ ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی نہ کسی کی ناجائز سفارش کو قبول کیا۔ عمال کی طرف سے بھی جو زیادتی کی خبر ملتی خود اس کا نوٹس لیتے تھے۔ عہد فاروقی میں عدل فاروقی کی بدولت اسلام کی اشاعت ہوئی اور کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے نامور فاتح آئے ان کے نظام حکومت سے سیدنا عمر فاروق کے عہد کا اگر موازنہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ آپ کا منفرد نظام حکومت تھا۔ سکندر اور چنگیز وغیرہ کے عہد سلطنت میں لوگ ان کے مذہب کی طرف راغب نہ ہوئے حتیٰ کہ اپنے بھی ان سے کنارہ کشی کر گئے جب کہ سیدنا عمر فاروق نے مفتوحہ علاقوں سے جو سلوک کیا وہ صرف قابل رشک ہی نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عقیدت کا سبب بنا اور لاتعداد افراد نے اسلام قبول کرنا

شروع کر دیا۔ حضرت عمر فاروق نے ایک اسلامی ریاست کے نظام کو اس طرح ترتیب دیا کہ اس میں آپ نے شریعت کی بالادستی، اقامت عدل وانصاف، مساوات، شورائی فیصلہ اور آزادی افکار جیسی چیزوں کو بہت زیادہ اہمیت دی۔

دوسری طرف موجودہ عالمی طاقتیں جو بظاہر تو انسانی حقوق کے دعوے دار ہیں لیکن صرف نام کی حد تک وہ انسانی حقوق کی علم بردار ہیں۔ان کی موجودگی میں ہزاروں مسلمانوں کو مختلف ممالک میں ظالمانہ طریقے سے قتل عام ہو رہا ہے۔ یعنی زمانے میں خون مسلم کو ارزاں سمجھا جانے لگا ہے۔ کہاں دور فاروق کہ ذمیوں کا ہر طرح خیال رکھا جاتا مگر آج فلسطین، برما، عراق، افغانستان، شام اور کشمیر میں ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا جا رہا ہے اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تمام تنظیمیں سوائے بیان بازی کے کچھ نہیں کر رہی کسی یہودی اور عیسائی کا فون پہنچے تو پوری دنیا میں شور وغوغا ہو جاتا ہے۔ لیکن خون مسلم اتنا ارزاں کہ ہزاروں مسلمانوں کے خون پر بھی عالمی برادری خواب خرگوش ہوئی پڑی ہے۔امریکہ افغانستان میں جو اب عالمی امن کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے لاکھوں لوگوں کو قتل کیا پوری دنیا میں یہودی یا عیسائی ایک بھی قتل ہو جائے تو انسانی حقوق کی ٹھیکیدار تنظیمیں واویلا کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ادھر افغانستان میں جب قندوز سے شبرغان سٹوڈنٹس طالبان کو کنٹینروں میں بند کر کے پیٹا گیا اور کنٹینر کھولنے کی بجائے فائرنگ کی اور کشت وخون کی ندیاں بہائیں اس وقت کے بعد بھی انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش رہیں۔جب کہ سیدنا عمر فاروق کی طرز حکمرانی کسی بھی سلطنت کے سربراہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔اگر مذکورہ چیزیں جن کو سیدنا عمر فاروق نے اپنے عہد حکمرانی میں لاگو رکھا موجودہ حکمران اپنی طبیعت میں کردار اور افعال میں راسخ کر لیں تو یقینا پوری دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

جزیہ:

چونکہ ذمیوں سے فوجی خدمت نہیں لی جاتی تھی اس لئے ان کی حفاظت ونگہداشت کے عوض ان سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ مسلمانوں سے اس کے وصول نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ فوجی خدمات ادا کرتے تھے اکثر معاہدے اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ جو جزیہ وصل کیا جاتا تھا وہ ان کی حفاظت کرنے کے سلسلے میں ٹیکس ہوتا تھا۔ چنانچہ ان سے جو عہد ہوا تھا ان کے الفاظ یوں تھے۔

" ہم شرط پر تم لوگوں کی حفاظت کریں گئے کہ تم اپنی استطاعت کے مطابق سالانہ جزیہ ادا کرو گئے اور جزیہ صرف اس صورت میں معاف ہو گا اگر تم فوجی خدمات سرانجام دو گئے۔"

آذربائیجان جب فتح کیا گیا تو وہاں کے لوگوں سے معاہدہ کیا جس کے الفاظ یہ تھے ۔

" جن لوگوں نے فوج میں ایک سال خدمت کی تو ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ معاف کر دیا جائے گا۔"

چنانچہ جب ذمیوں سے فوجی خدمات لی جاتی تھی تو ان سے جزیہ چھوڑ دیا جاتا تھا انہوں نے فتوحات کے سلسلہ میں جب اس قسم کے مواقع پیش آئے تو سیدنا عمر فاروق نے افسران فوج کو لکھ بھیجا جن ذمی سواروں سے کام میں مدد ضرورت ہے ان سے خدمت لے لو، مگر تو پھر ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

جب جنگ یرموک کے موقع پر مسلمانوں ان ذمیوں کی حفاظت نہ کر پائے تو مسلمانوں نے جو جزیہ ان لوگوں سے حاصل کیا تھا وہ ان لوگوں کو واپس کر دیا۔

"حضرت ابو عبیدہ سپہ سالار تھے انہیں اور تمام مفتوحہ اضلاع کے حکام کو لکھ کر پیغام بھیجا گیا کہ جو جزیہ لیا گیا ہے اسے ذمیوں کو واپس لوٹا دیا جائے "(۲۳)

عہد فاروقی میں مفتوحہ علاقے:

بعض وہ علاقے جو پہلے ہی اسلامی سلطنت کا حصہ تھے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بھی اسلامی ریاست کے ساتھ منسلک تھے اور وہ عہد فاروقی میں اسلامی ریاست کے زیر نگین آئے اور اسلامی پرچم تقریبا بائیس لاکھ مربع میل تک لہرانے لگا ان کے نام درج ذیل ہے۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن ،شام ،طائف ،بحرین ، مصر ،شام ، عراق، ایران ،بصرہ ، کوفہ ، مدائن ،آذر بائیجان ، جلولار ، قادسیہ ، نہاوند، ہمدان، رے، جرجان ، الباب، خراسان ۔اصطخر، دارا ، کرد ، سیستان، مکران، لیبیا ، دمشق، حمص، القدس، بیان ، طبریہ، دنین کا قلعہ، اسکندریہ، برقہ اور طرابلس وغیرہ۔

ان علاقوں تک اسلامی پرچم پھیلا ان کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے معرکہ ہوئے اور بہت سے علاقے اسلامی سلطنت کی حدود میں آگئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مفتوحہ علاقوں کی تعداد میں وسعت آ گئی۔

خلاصہ:

یہ سیدنا عمر فاروق کے مفتوحہ اقوام کے بارے میں نظریات تھے کہ ان کو معاشرے کے ہر معاملات کے بارے میں نمایاں حقوق دیئے۔ کہاں آج کے حکمران کہ جن کے خلاف آواز اٹھانے والوں تک کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو سیدنا عمر فاروق کا یہ نظریہ کہ جانور کے بچے کے بارے میں بھی سوال ہو گا دوسری طرف موجودہ حکمرانوں کی صورتحال ہے کہ ملک کے کونے کونے میں سینکڑوں مسلمانوں کا خون ہو رہا ہے۔ موجودہ صورتحال میں تو خون مسلم جونوروں کے خون سے بھی زیادہ بے قدر ہو گیا ہے۔ ایک جانور کی لاش کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوتا جو ایک مسلم کی لاش کے ساتھ ہو رہا ہے اور حکمران اپنی سیاست چمکانے کے لئے اپنا زور بازو دکھانے کے لئے کئی نہتے شہریوں کا خون کروا دیتے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست کا سربراہ بننے کا اگر شوق ہے تو سیدنا عمر فاروق کی سیرت پر عمل پیرا ہونا پڑے گا ورنہ کلکم مسؤل عن رعیتہ کے تحت جوابات دینا پڑیں گے اس وقت پھر شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

۱۔ البقرہ ۲۵۱:۲

۲۔ الکٰفرون ۱۰۹:۶

۳۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵) السنن بیروت ، لبنان دار الفکر ۱۲۱۳

۴۔ الحج ۲۲،۴۰

۵۔الصلابی، علی محمد، ڈاکٹر، سیرت عمر فاروق، دارالسلام، ص ۲۶، ج ا

۶۔ابن کثیر، ابوالفدا، اسماعیل بن عمر، الهدایہ والنہایہ، بیروت، لبنان دارالفکر ۱۹۳۸ء، ج ۷، س ۹۸

۷۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب الشروط، ص ۹۷۳، ج ۲، رقم ۲۵۸۰

۸۔ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، دارالسلام، مصر بیروت، ص ۴۵

۹۔الصلابی علی محمد ڈاکٹر، سیرت عمر فاروق، دارالسلام، ص ۱۵۷، ج ۲

۱۰۔ابویوسف، کتاب الخراج، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۲۴

۱۱۔حسام الدین ہندی، علاء الدین علی المتقی (م ۹۷۵ھ) کنز العمال، بیروت لبنان، ۴۵۵، ج ۲، اشاعت ۱۹۷۹ء

۱۲۔الصلابی علی محمد ڈاکٹر، سیرت عمر فاروق، دارالسلام، ص ۲۳۵، ج ۲

۱۳۔ابو عبداللہ، خاقانی، نظام الحکم فی عہد خلفاء الراشدین، دارالفکر، بیروت، ص ۱۱۱

۱۴۔ابن رشید، حض الصوب فی مناقب عمر بن خطاب، دارالحدیث، قاہرہ، ج ۲، ص ۵۱۹

۱۵۔عباسی محمود، عبقریہ عمر، دارالکتب عربیہ، ص ۴۳۱

16. Muhammad, Sardar, Rabiah Rustam, Saad Jaffar, and Sadia Irshad. "The Concept of Mystical Union: Juxtaposing Islamic And Christian Versions." *Webology* 18, no. 4 (2021): 854-864.

۱۷۔ابویوسف، کتاب الخراج، دارالمعرفہ بیروت، ص ۱۵۲

۱۸۔ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، طبقات الکبریٰ، بیروت، لبنان، دارالکتب العربی، ج ۳، ص ۳۳۹

۱۹۔بیہقی، السنن الکبریٰ، بیروت، داراحیاء التراث، ج ۴، ص ۱۹۵، رقم ۱۷۴۶۳

۲۰Jaffar, Saad, Muhammad Ibrahim, Faizan Hassan Javed, and Sonam Shahbaz. "An Overview Of Talmud Babylonian And Yerushalmi And Their Styles Of Interpretation And Legal Opinion About Oral Tradition." *Webology* 19, no. 2 (2022).

۲۱۔الفاروق، شبلی نعمانی، معارف رضا، اعظم گڑھ دہلی، ص ۲۳۳

۲۲۔ایضا، ص ۲۳۵

۲۳۔ابع یوسف، کتاب الخراج، دارالمعرفہ بیروت، ص ۸۱